فکر و نظر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عظیم مقابر کی دریافت اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا تعامل

سعودی حکومت نے اس قبرستان کو سرکاری تحویل میں لینے کے لیے فوری قدم اٹھایا ہے جو ایک ہزار برس سے بھی پرانا ہے اور جو حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس میں چوتھے خلیفے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اٹھائیس پوتوں اور نواسوں کے مرقد ہیں۔ یہ قبرستان جدہ سے مدینہ منورہ جانے والی شاہراہ پر اتفاقاً دریافت ہوا اور اسے سعودی عرب کے ایک باشندے نے وہاں سے قدیم زمانے کے مٹی کے ظروف اور دیگر قدیم برتن برآمد کر کے دریافت کیا۔ بارش نے بھی اس سلسلے میں مدد کی اور اوپر کی مٹی بہہ گئی۔ فوراً محکمۂ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کو موقع پر بھیجا گیا۔ اب تک (۵۷) مرقد مل چکے ہیں اور ان میں سے (۲۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نواسوں اور پوتوں کی قبریں ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہ پوتے پڑپوتے بغداد کے گورنر کے مظالم اور اذیتوں سے عاجز آ کر بغداد سے ہجرت کر گئے اور مدینہ جاتے ہوئے راستے میں ایک گاؤں میں آباد ہو گئے جس کا نام بعد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پڑپوتے کے نام پر "امام قاسم الروسیؒ" رکھا گیا۔

اب اس جگہ پر پہرہ متعین کر دیا گیا ہے اور اس کی حفاظت کے لیے اس کے گرد دیوار تعمیر کر دی گئی ہے اور اس جگہ ایک مسجد بنا دی گئی ہے تاکہ عقیدت مند وہاں نماز ادا کرنے کے علاوہ قرآن خوانی بھی کر سکیں۔ (نوائے وقت)

اب یہ فیصلہ کرنا محکمۂ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کا کام ہے جنہوں نے اس قبرستان کو اپنی تحویل میں لیا ہے، کہ یہ مقابر اور مزارات واقعی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتوں اور پڑپوتوں کا ہے اور اس سلسلے میں ممکن شہادتیں کیا ان کے سامنے ہیں۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ:

ان میں سے بعض قبروں پر ان کے نام بھی تحریر ہیں (امروز) اور اس قسم کے کتبوں کی شرعی حیثیت کیا ہے، یہ بھی وہاں کے علماء کرام کا کام ہے۔ تاہم ہمارے نزدیک ان مزارات کو

معروف ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں جلدی نہیں کرنا چاہیے اور اس سلسلے کی ممکن دلائل اور شواہد کے بارے میں پہلے اطمینان کر لینا ضروری ہے۔

اگر ان مزارات کے بارے میں یہ فیصلہ ہو جائے کہ واقعی یہ انھیں بزرگوں کے مزارات ہیں تو ہمارے نزدیک اس مرحلے پر سعودی حکومت کے لیے اس میں بڑی آزمائش کے سامان ہو گئے ہیں، خدا خیر کرے۔ بہرحال ایسی صورتِ حال کے بارے میں صحابہ بالخصوص حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کیا طرزِ عمل رہا ہے۔ ہم اس سلسلے میں ان کا تعامل پیش کرتے ہیں تاکہ ٹھنڈے دل سے ہم سب اس پر غور کر سکیں۔

مغازی محمد بن اسحاق میں ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ:

جب ہم نے "تستر" فتح کیا تو ہرمزان کے بیت المال میں ایک چارپائی ملی جس پر ایک لاش رکھی ملی اور اس کے سرہانے ایک مصحف، اسے اٹھا کر حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے حضرت کعب سے ترجمہ کرایا ...... خالد بن دینار فرماتے ہیں ہم نے پوچھا پھر اس لاش کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب دیا تیرہ قبریں الگ الگ کھود کر رات کو ایک میں دفن کر کے اور سب کو برابر کر دیا تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے۔

حضرنا بالنهار ثلثة عشر قبرا متفرقة فلما كان بالليل دفناه وسوينا القبور كلها لنعميه على الناس لاينبشونه (اقتضاء الصراط المستقیم ص۱۶۳) جب بارش کا قحط ہوتا تو چارپائی مذکور کو باہر رکھ دیتے، پھر بارش ہو جاتی، پوچھا وہ کس کی لاش تھی؟ جواب دیا: اس کو دانیال کہتے ہیں۔ (ایضاً ص۱۶۴)

یہاں بات "توحید" کا تحفظ اور شرک و بدعت کے امکانات کے سدِ باب کی ہے، ہو سکتا ہے لوگ اسے بے ادبی خیال کریں مگر یہ صحیح نہیں، دفن تو آپ نے بھی کر دیا ہے، یہاں صرف اتنا کیا ہے کہ اس کی تشخیص کا سدباب کیا گیا ہے تاکہ رسومات بدعیہ کا احیاء نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوالہیاج اسدی کو ایک قبرستان کو مسمار کرنے پر مامور کیا تھا (مسلم) کیونکہ وہاں قبوری فتنوں کے امکانات باقی تھے۔

اس سلسلے میں مزید لکھنے کی حاجت نہیں رہی۔ صرف دل سے پوچھنے کی بات ہے کہ: ایمان اور توحید مطلوب ہے یا ایمان اور توحید سے کھیلنا؟